زراعتی کالج لائل پور (حال زرعی یونیورسٹی فیصل آباد) میں تعلیم حاصل کی اور محکمہ انہار میں ضلعدار کی حیثیت سے ملازمت کا آغاز کیا۔ یہ ملازمت انھیں راس نہ آئی اس لئے استعفیٰ دے کر لکھنے پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ میاں صاحب اپنے والد کے اکلوتے فرزند تھے اس لئے گھر میں روپے پیسے کی کمی نہ تھی۔

انھوں نے اپنی زندگی میں ڈھائی صد کے لگ بھگ ناول اور سیکڑوں افسانے لکھے۔ مرحوم اپنے احباب سے کہا کرتے تھے کہ انھوں نے ایک لاکھ سے زائد صفحات لکھے ہیں۔

برعظیم پاک و ہند کے تمام اہل علم کے ساتھ ان کے دوستانہ مراسم تھے۔ جس کے ساتھ ایک بار تعلق پیدا ہو گیا اسے مرحوم نے تازیست نبھایا۔ ایک افسانہ نگار اور ناول نویس ہونے کے باوجود ان کی زندگی بڑی پاکیزہ تھی۔ ہفتہ وار چھٹی کے دن ان کے احباب علی الصبح ان کے ہاں پہنچ جاتے اور اکٹھے بیٹھ کر ناشتہ کرتے۔ احباب کی یہ محفل دوپہر تک جاری رہتی۔ راقم الحروف بھی اس محفل کا ایک باقاعدہ رکن تھا۔

میاں ایم اسلم لاہور کی پرانی تہذیب اور روایات کے صحیح نمائندے تھے۔ انھوں نے اپنے ناولوں میں اسلامی تہذیب کے خدوخال نمایاں کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ عبدالماجد دریابادی فرماتے تھے کہ ایم اسلم نے ناول کو عبادت بنا دیا ہے۔

میاں صاحب نے دو شادیاں کیں لیکن اولاد سے محروم رہے۔ ان کی دونوں بیویاں ان کی زندگی ہی میں فوت ہو گئی تھیں۔ گذشتہ ایک سال سے ان پر ضعف غالب آ گیا تھا اور قوت حافظہ بھی جواب دے گئی تھی یہاں تک کہ پرانے احباب کو بھی پہچان نہیں سکتے تھے۔ وفات سے کوئی سال سوا سال پہلے ان کے بھانجے اور عم زاد میاں امیرالدین انھیں اپنے ہاں لے گئے تھے اور ان کی رہائش گاہ پر ہی میاں صاحب کا انتقال ہوا۔ نماز جنازہ میاں امیرالدین کے بنگلے کے وسیع لان